''حیل'' فقہ اسلامی کے تناظر میں

Lawful Evasives in the Light of Islamic Fiqh

☆ پروفیسر ڈاکٹر دوست محمد

☆☆ پروفیسر ڈاکٹر صاحب اسلام

Abstract:

Heela (حیلہ) is an Arabic word used as a term in Islamic Jurisprudence. In English language it can be explained "evasiveness" which can be interrupted in to ways as a person may understand something else than the meaning of speaker without labelling the lie. It demands wisdom and minuteness to be used for achieving the objectives. It legitimately lawful evasiveness and sinful evasiveness all two dimensions fit. The valid evasiveness fulfill all the legal requirements. It has further three types. In first type although evasiveness may be invalid but the achieved purpose must be lawful and valid. For example, a woman, who has filed for divorced from her husband can present before jury the fake witness, in order to achieve her purpose. In second type an evasiveness may be used as mean of profit or hurdle from getting a loss. It has the relation of cause and effect. While in third type it has an element of ambiguity, which may be used to avoid the loss by misleading or giving false statement. Sinful evasiveness is the one which is used to achieve an illegal target. It is further divided into three types. In first type the evasiveness and the required purpose both stand illegal. In second type the evasiveness may be lawful but the targeted objective is unlawful. While in third type the evasiveness and the purpose both may be valid but these are manipulated to achieve an illegal purpose and objective.

☆ ڈائریکٹر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

☆☆ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سنٹر، پشاور یونیورسٹی۔

حیلہ کے اصطلاحی معنیٰ:

فقہاء حیلہ کو اس عام لغوی معنی کے بجائے اس کے خاص معنی میں استعمال کرتے ہیں اور وہ اس کی تعریف اس طرح کرتے ہیں کہ حیلہ ایک خاص قسم کا تصرف اور عمل ہے جس کے ذریعے صاحب تصرف وعمل کا مفہوم ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہو جاتا ہے۔ عرف میں اس کا غالب استعمال ایسے نادیدہ یعنی غیر جلی طریقے اختیار کرنے پر ہوتا ہے جن کے ذریعے اپنی غرض تک رسائی اور اس کی حصول میں کامیابی ہوتی ہے۔ لیکن تصرف کے یہ طریقے بغیر ذہانت وفطانت کے ذہن میں نہیں آسکتے۔(۳)

حیلے کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کے بعد اب ہم حیلوں کی اقسام بیان کرتے ہیں۔

حیلوں کی اقسام:

شرعی اعتبار سے حیلے دو قسم کے ہیں:

۱۔ جائز حیلے ۲۔ ناجائز حیلے

جائز حیلے:(۴)

یہ وہ حیلے ہیں جن کے ذریعے گناہ سے بچتے ہوئے حلال رزق، کمائی اور مال ودولت یا حقوق تک رسائی ہوتی ہے یا باطل کو رفع کیا جاتا ہے۔ اور یہ وہ حیلے ہیں جو کسی شرعی اصول، قاعدے اور ضابطے کو منہدم نہیں کرتے اور نہ ہی کسی شرعی مصلحت سے متصادم ہوتے ہیں۔

جائز حیلوں کی اقسام: جائز حیلوں کی تین اقسام ہیں:

۱۔ پہلی قسم یہ ہے کہ حیلے تو ناجائز ہوں لیکن ان کے ذریعے کسی جائز یا مباح چیز یا عمل تک رسائی حاصل کی جائے۔ جیسے کہ ایک شخص کا کسی دوسرے شخص پر کوئی حق ہو لیکن وہ اس کا انکار کرے اور صاحبِ حق کے پاس کوئی گواہ بھی نہ ہو۔ تو ایسی صورت میں صاحبِ حق جھوٹے گواہ لا کر ان سے اپنے حق کے لئے گواہی دلوائے۔ حالانکہ حقیقت میں ان گواہوں کو صاحبِ حق کے حق کا کچھ علم نہیں ہوتا اور نہ ہی انہیں اس معاملے کی حقیقت معلوم ہوتی ہے۔

ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی اور پھر طلاق دینے سے منکر ہو گئے۔ عورت کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ اس لئے وہ ایسے لوگوں سے گواہی دلواتی جنہوں نے شوہر کو طلاق دیتے ہوئے نہیں سنا۔ یعنی

امام ابن قیمؒ نے اس قسم کے حیلوں پر بہت طویل بحث کی ہے اگر چہ ان کے اندازِ بیاں سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حیلے مطلقاً ناجائز اور باطل ہیں اور کسی قسم کا حیلہ بھی جائز نہیں ہے۔ لیکن بالعموم فقہاء اور آئمہ کی رائے ان سے مختلف ہے۔ حیلوں کی مختلف اقسام ہیں جن میں سے بعض جائز ہیں اور بعض ناجائز مانے جاتے ہیں، اسلامی فقہ کے مصادر ان سے بھرے پڑے ہیں اور علماء وفقہاء کی اس تقسیم اور تنویع کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ بہر حال امام ابن قیم ایک حق گو اور حق پرست فقیہ، امام اور عالم ہیں، معقولات ومنقولات ہیں۔ ان کے موقف سے اختلاف تو کیا جاسکتا ہے لیکن ان کی رائے کو کلی طور پر رد نہیں کیا جاسکتا۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ امام ابن قیمؒ کا دیگر آئمہ فقہائے کرام کے ساتھ صرف تعبیر کا اختلاف ہو، مقصد اور غرض میں کوئی اختلاف نہ ہو۔ قرآن وسنت کی نصوص سے بھی دونوں موقف مستنبط کرنے کی گنجائش موجود ہے۔(۷)

ناجائز حیلے تین قسم کے ہیں:(۸)

۱۔ پہلی قسم یہ ہے کہ حیلہ حرام اور ناجائز ہو اور اس کو اختیار کرنے کی غرض بھی حرام اور ناجائز کا حصول ہو۔ مثلاً ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔ اب اسے دوبارہ اپنے لئے حلال کرنے کی عار اور شرم سے بچنے کے لئے حیلہ اختیار کرے اور پہلے نکاح کے فاسد ہونے کا دعوی کردے اور کہے کہ ولی فاسق تھا یا گواہ فاسق تھے۔ اس لئے نکاح فاسد تھا۔ اور چونکہ نکاح فاسد میں طلاق دینا صحیح نہیں ہے۔ اس لئے طلاق نہیں ہوئی۔

۲۔ دوسری قسم یہ ہے کہ حیلہ اپنی ذات میں جائز ہو لیکن اس کو ناجائز اور حرام کے حصول کا ذریعہ بنایا جائے۔ مثلاً کوئی ڈاکہ ڈالنے یا کسی معصوم کی جان لینے کے لئے سفر کرے تو یہاں سفر تو جائز ہے لیکن اسے ایک ناجائز کام یعنی ڈاکہ زنی اور قتل ناحق کے لئے وسیلہ بنایا گیا ہے۔

۳۔ تیسری قسم یہ ہے کہ حیلہ ناجائز اور حرام کے لئے وسیلہ نہ بنایا گیا ہو بلکہ جائز اور مباح کے حصول کا وسیلہ ہو لیکن حیلہ کرنے والا اسے حرام اور ناجائز کے حصول کا وسیلہ بنادے مثلاً ایک قریب المرگ مورث اپنے وارث کے لئے وصیت کرے اور اس کے لئے حیلہ یہ اختیار کرے کہ وارث کے لئے ثبوتِ حق کا اقرار کرے اور اس اقرار کو وارث کے لئے وصیت کرنے کا وسیلہ بنائے۔ تو اقرارِ حق ایک جائز وسیلہ ہے لیکن اس کو وارث کے لئے وصیت کا ذریعہ بنانا ناجائز ہے۔ کیونکہ وارث کے لئے وصیت نہیں کی جاسکتی۔ رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے: "ألا لا وصية لوارث" خبردار! وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔

مصلحت سے متصادم ہوتے ہیں۔ پس اگر ان میں یہ وجوہات نہ پائی جائے تو وہ جائز ہوں گے۔ (۱۱)

ھ- شریعت نے جان بچانے کے لئے کلمہ کفر کہہ دینے کی اجازت دی ہے۔ بشرطیکہ دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اسی طرح ایک کافر اگر کلمہ پڑھ دے تو وہ اپنی جان بچالے گا۔ جس طرح حدیث میں ہے: ”فـإذا قـالوا لا إلـه إلا الله عصموا مني دماء هم و أموالهم إلا بحقه “(۱۲) یعنی اگر کلمۂ توحید ” لا إله إلا الله “ کا اقرار کرلیں تو وہ مجھ سے اپنی جان اور مال بچالیں گے اِلا یہ کہ وہ کسی حق کی وجہ سے قابلِ مواخذہ ٹھہریں۔

مذکورہ بالا دونوں حالتوں میں انسان اپنی جان بچانے کے لئے حیلہ اختیار کرتا ہے۔ مسلمان ہونے کی صورت میں اگر اسے دھمکی دی جاتی ہے کہ اگر تم نے کلمۂ کفر نہ کہا تو تمہیں جان سے مار دیا جائے گا۔ تو وہ زبان سے کلمۂ کفر کہہ کر اپنی جان بچاتا ہے اور کافر ہونے کی صورت میں اسلام کے خوف سے زبان سے کلمہ کا اقرار کرکے اپنی جان بچاتا ہے۔ جبکہ وہ دونوں صورتوں میں وہ دل سے اس بات پر مطمئن نہیں ہوتا جس کو اپنی زبان سے اپنی جان بچانے کے لئے حیلے کے طور پر کہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جان بچانا ایک دنیاوی غرض ہے جس کے لئے اپنے ضمیر اور اعتقاد کے برعکس زبان سے الفاظ ادا کرنے کا یہ حیلہ جائز رکھا گیا ہے۔ (۱۳)

و- بے شک حرام سے حلال کی طرف نکلنا اور گناہوں سے جان چھڑانا ایک وجوبی شرعی حکم ہے۔ اس لئے اس مقصد کے حصول کے لئے اسباب وذرائع کا استعمال بھی ایک مطلوب شرعی امر ہے۔ اور جائز حیلے اس سے نہیں نکل سکتے۔ اور جائز حیلوں کو اس صورت میں نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وخذ بيدك ضغثاً ولا تحنث “(۱۴)

ترجمہ: تنکوں کا ایک مٹھا لے اور اس سے مار دے، اپنی قسم نہ توڑو۔

یہ حانث ہونے سے بچنے کے لئے ایک حیلہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے بھی ایک کمزور شخص پر حد جاری کرنے کے لئے اس کے مطابق عمل کیا ہے۔ سنن میں حضرت ابوامامہ بن سہل کی حدیث ہے کہ رسول پاک ﷺ کے انصارِ صحابہ میں سے بعض نے ان کو بتایا کہ ان میں ایک شخص بیمار ہوگیا اور اتنا لاغر اور کمزور ہوا کہ ہڈیوں پر صرف چمڑا رہ گیا، تو ان میں سے کسی کی لونڈی اس کے پاس داخل ہوئی، وہ اسے دیکھ کر خوش ہوئے اور ان سے اس لونڈی کے ساتھ زنا ہوگیا۔ جب لوگ ان کی عیادت کے لئے آئے تو انہوں نے ان کو اس بات کی خبر دیدی۔ اور کہا کہ رسول پاک ﷺ سے میرے معاملے میں پوچھ کر بتاؤ۔ ان لوگوں نے رسول پاک ﷺ کو سارا واقعہ بتایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ ہم نے اس شخص سے زیادہ بیماری میں کسی کو نہیں دیکھا۔ اگر ہم اسے آپ کے پاس لے کر

یہاں واقعۂ سبت کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ہفتے کے دن مچھلیوں کا شکار کرنے سے منع کیا تو انہوں نے اس کے لئے ایک خاص چال چلی اور یہ حیلہ کیا کہ سب کے دن دریا کا پانی کاٹ لائے، جب ہفتہ کے دن مچھلیاں ان کے بنائے ہوئے حوض میں آجاتیں تو نکلنے کا راستہ بند کردیتے اور اگلے دن اتوار کو جا کر پکڑ لاتے۔ تاکہ ہفتہ کے دن شکار کرنا صادق نہ آئے''(۱۸)

یہ ایک ناجائز حیلہ تھا جس کے ذریعے انہوں نے سبت کے قانون کو توڑا۔ اللہ ان کے دلوں کا حال جانتا تھا۔ اس لئے اس نے ان کے اس قبیح فعل پر ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا۔ اگرچہ انہوں نے بظاہر مباح کام کیا لیکن درحقیقت انہوں نے اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی ظاہری صورت بدل کر انہیں بندر بنا دیا اور بباطن ان کی انسانی صفات باقی رکھیں۔ (۱۹)

اس طرح کا ایک اور واقعہ ہے جو سورۂ قلم میں بیان ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ طائف کے ایک باغ والوں نے فقراء و مساکین کو اپنے باغ سے کچھ دینے سے بچنے کے لئے یہ حیلہ سوچا کہ صبح سویرے باغ میں پہنچ کر فقراء و مساکین کے آنے سے پہلے ہی پھل کاٹ لیں تاکہ انہیں کچھ نہ دینا پڑے۔ اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جانتا ہے اس نے ان کی بدنیتی کی ان کو یہ سزا دی کہ ان کے باغ میں پہنچنے سے پہلے رات کو آسمانی آگ کے ذریعے ان کے اس باغ کو بھسم کر کے رکھ دیا۔ قرآن کریم میں اس واقعے کی منظرکشی اس طرح کی گئی ہے: فرمایا:

''إنا بلونهم كما بلونا أصحاب السبت، إذ أقسموا ليصرمونها ـــــ ألم لكم ألا تسبحون ''(۲۰)

''ہم نے ان (اہل مکہ) کو اس طرح آزمائش میں ڈالا ہے۔ جس طرح ایک باغ کے مالکوں کو آزمائش میں ڈالا تھا۔ جب انہوں نے قسم کھائی کہ صبح سویرے ضرور اپنے باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ کوئی انتشار نہیں کر رہے تھے۔ رات کو وہ سوئے پڑے تھے کہ تمہارے رب کی طرف سے ایک بلا اس باغ پر پھر گئی۔ اور اس کا ایسا حال ہو گیا جیسے کٹی ہوئی فصل ہو۔ صبح ان لوگوں نے ایک دوسرے کو پکارا کہ اگر پھل توڑنے ہیں تو صبح سویرے ہی اپنی کھیتی کی طرف نکل چلو۔ چنانچہ وہ چل پڑے اور آپس میں چپکے چپکے کہتے جاتے تھے کہ آج کوئی مسکین تمہارے پاس باغ میں نہ آنے پائے۔ وہ کچھ نہ دینے کا فیصلہ کئے ہوئے صبح سویرے جلدی جلدی اس طرح وہاں گئے جیسے کہ وہ (پھل توڑنے پر) قادر ہوں۔ مگر جب باغ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ ''ہم راستہ بھول گئے ہیں، ---نہیں، بلکہ ہم محروم رہ گئے''۔ ان میں سے جو سب سے بہتر آدمی تھا اس نے کہا ''میں نے تم سے کہا

کے لئے اسے وسیلے کے طور پر اختیار کیا جائے تو ظاہر ہے اس ہجرت پر ثواب نہیں ملے گا۔(۲۶)

ا۔ حیلوں کے مذکورہ بحث وتفصیل سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حیلوں کی تقسیم ایک اور حوالے سے بھی کی جاسکتی ہے۔ حیلے انفرادی بھی ہوسکتے ہیں جن کا تعلق کسی فرد سے ہو مثلاً ایک شخص حیلہ کرتا ہے یا حیلے اجتماعی بھی ہوسکتے ہیں۔ مثلاً کوئی قوم، جماعت گروہ یا ریاست حیلے کرتی ہیں۔

وہ تمام حیلے جو کرپشن، خیانت بے ایمان جعل سازی ملاوٹ حرص ولالچ، غداری، نفس پرستی، ضمیر فروشی ظلم ونا انصافی، استحصال، ذخیرہ اندوزی، وعدہ خلافی حقوق تلفی، غصب وفحاشی وعریانی، فسق وفجور، سرکشی، بغاوت، خباثت، قطعہ رحمی، سازش، قطع وغیرہ تمام گناہوں اور برائیوں کے لئے قانونی جواز کے راستے بن جاتے ہیں وہ ناجائزاواور حرام ہیں اس کے برعکس وہ حیلے جو حقوق کے حصول مظلوموں کی فریادرسی اور غریب وفقیر کی امداد بیوہ اور یتیم کی دادرسی اور پرورش وانصاف کی فراہمی۔ جبر وظلم وزیادتی دفاع، خواہشات نفس پر کنٹرول رشوت وکرپشن کا انسداد، فساد وبدامنی سے نجات، دہشتگردی کا خاتمہ اور حلال رزق کی کمائی کے لئے آسانی روزگار کی فراہمی، جائز سفارش حق پرستی کا رجحان اور ایک پاکیزہ پرامن، مہذب، با اخلاق، خوشحال معاشرہ بنانے کے لئے حالات سازگار کرنے کی تمام وسائل وذرائع اور حیلے جائز۔ حق بلکہ مستحسن اور کار ثواب ہے۔

حیلوں کی یہ تقسیم خاندان، معیشت، عدالت، سیاست اور ریاست الغرض زندگی کے تمام ہر شعبوں پر لاگو ہوتی ہے۔ اور اس لئے زندگی کے مختلف شعبوں میں بے ایمانی، ظلم وزیادتی اور حق تلفی اور خیانت وغیرہ ناجائز حیلوں میں شمار ہوں گے۔

حوالہ جات

ا۔ لسان العرب، ابن منظور الافریقی، الصحاح للجوہری، مادۃ حول)

۲۔ المصباح المنیر، فی غریب الشرح الکبیر، (مادہ حول)

مفردات القرآن، اصفہانی، کلمہ (حول)

۳۔ الاشباہ والنظائر، ابن نجیم، ص ۴۰۵۔

۴۔ موسوعۃ الفقہ الاسلامی، کویت، ص ۱۸/ ۳۳۰

۲۵۔ صحیح البخاری، کتاب الإیماب باب الوحی،

۲۶۔ فتح الباری، ابن حجر کتاب الحیل باب فی ترک الحیل، ص۱۲/ ۳۲۹۔

۲۷۔ تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودیؒ، ۴/۳۴۲۔

مصادر و مراجع

۱۔ لسان العرب، ابن منظور الأفریقی محمد بن مکرم نشر ادب حوزہ قم ایران۔

والصحاح، تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، اسماعیل بن حماد، مادہ (حول)

۲۔ المصباح المنیر، مادہ (حول) ط/ ۸/ ۱۳۷۸ھ/ ۱۹۵۶/، دار العلم للملایین، ص ۴۰۵۔

۳۔ الاشباہ والنظائر، ابن نجیم دار الہلال، ۱۹۹۹ء۔

۴۔ موسوعۃ الفقہ الاسلامی، الجزء ۱۸/ ۳۲۸، وزارۃ الاوقاف والشئون الإسلامیۃ، ط۲/ ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰، ذات السلال کویت۔

۶۔ أعلام الموقعین عن کلام رب العالمین، شمس الدین، ابوعبداللہ، محمد بن أبی بکر، ابن قیم الجوزیۃ دار الجیل بیروت ۱۹۷۳ء، ۳/ ۳۳۵۔

۷۔ الموافقات للشاطبی، ابواسحاق ابراہیم الشاطبی دار الفکر، ۴/ ۱۹۸-۲۰۔

۸۔ معجم لغۃ الفقہاء، د/ رواس قلعجی، دار النفائس، بیروت، ط۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء، ص ۴۳۷۔

۹۔ مصباح اللغات، اردو، مولانا عبدالحفیظ بلیاوی، ص ۵۴۴

۱۰۔ المبسوط للسرخسی، شمس الدین، دار الفکر بیروت، ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۶م۔

۱۱۔ موسوعۃ الفقہ الإسلامی، ۱۸/ ۳۳۲

۱۲۔ صحیح البخاری، کتاب الإیمان باب اسلامک پبلشرز، لاہور، اچھرہ۔

۱۳۔ فتح الباری، ابن حجر احمد بن علی، دار الفکر، بیروت، ۱۲/ ۳۲۹۔

۱۴۔ صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج القشیر، کتاب الأیمان، باب الأمر بقتال الناس فی یقولا۔

۱۵۔ سنن ابی داؤد، حدیث، ص ۴۴۴۶، سلیمان بن اشعث السجستانی۔

۱۶۔ تفسیر ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر ومشکاۃ المصابیح، حدیث رقم ۲۶۸۷۔